باسمہ تعالیٰ شانہ

اداریہ

از :-
صدر شعبۂ اردو

الحمدللہ کہ فاروق کالج مجلس روضۃ العلوم کی سرپرستی میں پچیس سالہ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے نصف صدی کی راہ دلکش پر گامزن ہونے کے لئے پر تول رہا ہے ۔ اس طویل مدت کا ہر سال اور ہر سال کا ہر مہینہ اور مہینے کا ہر دن تعلیمی و تعمیری ترقی کا ایک صاف اور روشن باب ہے ۔

فاروق کالج کا پچیسواں سال شعبۂ اردو کے لئے بے حد مبارک ثابت ہوا کیونکہ امسال خلاف توقع صرف پری ڈگری کی اردو کلاس میں بائیس طلباء زیر تعلیم ہیں جس سے شعبۂ اردو کا مستقبل درخشاں نظر آرہا ہے ۔

سال رواں میں عام اجلاس کے علاوہ پروفیسر ایچ ایم عبدالشکور صاحب اور جناب غلام مصطفیٰ صاحب ایم اے لکچرر شعبۂ انگلش کی صدارت میں دو ادبی نشستیں منعقد ہوئیں جس میں مختلف طلباء نے اردو کی کشش انگیز صداقت کے بہت سے روپ پیش کئے ۔ پروفیسر عبدالشکور اور محترم غلام مصطفیٰ کی حوصلہ افزا تقاریر سے طلباء کی ڈھارس بندھی اور کیرالا میں ترقی اردو پر انمول ہدایات کی نشاندہی ہوئی بعض اردو پسند اساتذہ اور طلباء اردو کی جاذب نظر خوبصورتی سے مسحور ہو گئے اور انہوں نے اس قسم کی اور اردو نشستوں کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اپنے بھرپور تعاون کا وعدہ فرمایا اور جلسوں کا اختتام صدر شعبہ اردو کی شکر گذاری سے ہوا ۔

کالج کے سالانہ اجلاس میں عربی ۔ انگریزی ۔ ہندی اور ملیالم کے علاوہ اردو میں تحریری مقابلہ ہوا جس میں اردو طلباء کے علاوہ ہندی طلباء نے بھی حصہ لیا اس طرح اردو کا دامن وسیع تر ہونے کے امکانات دکھائی دے رہے ہیں ۔

پرنسپل عبدالجلیل اور مدیر رسالہ جناب پی وی . راج گوپال کا شعبۂ اردو بے حد شکر گذار ہے کہ انہوں نے اردو دوست اساتذہ اور طلباء کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اردو کو کالج میگزین کا اہم ترین حصہ قرار دیا ۔

مرتب: عبدالرحمٰن خٹک III بی کام

پہیلیاں بُجھائیے

۱۔ ایک تھے سورداس ۔ کپڑے پہنتے تھے سو پچاس

۲۔ گھر ہے دروازہ نہیں ۔ پڑوس ہے بات نہیں

۳۔ پھول میں پھول بڑا پھول ۔ کسی کو ہے کسی کو نہیں ۔ کسی کو ایک کسی کو دو

۴۔ ایک چھوٹا سا فقیر اس کے پیٹ میں لکیر

۵۔ اوپر ڈھابا نیچے ڈھابا بیچ میں بیٹھی کٹنی خابا

۶۔ ایک ہے ستون اس پر تارا اس تارے سے نہ ہو اجیارا

۷۔ اونٹ سی بیٹھک ہرن سی چال ۔ عجب ہے جانور جس کی دُم نہ بال

8۔ اتنی سی بیٹی بادشاہ کو جھکائی

۹۔ ہری ڈنڈی لال کمان توبہ توبہ کرے پٹھان

۱۰۔ تالاب میں پانی ۔ پانی پر سانپ ۔ سانپ پر مور ۔ پانی خشک ہوا ۔ سانپ مر گیا اور مور اڑ گیا

۷۔ مینڈک ۔ ۲۔ قبر ۔ ۹۔ مرچ ۔ ۴۔ گیہوں کا دانہ ۔ ۸۔ اُگالدان ۔ ۱۔ پیاز

۱۰۔ چراغ ۔ ۵۔ زبان ۔ ۳۔ والدین ۔ ۶۔ لونگ

قاضیہ محمد الیاس
II PDC

معجون تہذیب

کسی ملک کی تہذیب وہاں کے رسم و رواج، مذہب اور جغرافیائی حالات پر منحصر ہوتی ہے۔ یوں تو دنیا میں تہذیب کے بے شمار روپ دکھائی دیتے ہیں لیکن انہیں جغرافیائی حالات کے پیش نظر صرف دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک مشرقی تہذیب جو مشرقی دنیا کے لوگوں کی تہذیب ہے اور دوسری مغربی تہذیب ہے جس کا رواج مغربی ممالک میں پایا جاتا ہے اور مشرق اندھا دھند تقلید پر آمادہ ہے۔

ایک وقت تھا کہ اسلامی تہذیب کو مشرقی تہذیب ہونے کا فخر حاصل تھا ساری دنیا اسکی متوالی تھی ہر ملک اور ہر مذہب اسلامی تہذیب سے متاثر ہوتا چلا جارہا تھا لیکن جوں جوں اسلامی مملکتیں گھٹتی گئیں۔ اسلامی رنگ دھیرے دھیرے پھیکا ہونے لگا۔ اس تہذیب کی چمک پر بھی دھند لکا چھا گیا۔ آج دنیا میں جس تہذیب کا راج ہے وہ مغربی تہذیب ہے اور اس کا دامن مشرق کے ہاتھوں تک پھیلا ہوا ہے یہ دراصل انگریزوں کی اپنی تہذیب ہے جہاں جہاں انکی حکمرانی رہی اپنی تہذیب کو رائج کیا۔ آج کل دنیا کا بڑا حصہ اس تہذیب کی اندھی تقلید کررہا ہے۔ اسکے سامنے نہ اپنے ملک کے جغرافیائی حالات ہیں اور نہ ملک کی اقتصادیات۔ اس کا مدعا تو بس تقلید برائے تقلید ہے جس کا حاصل کچھ نہیں۔

انگریزوں سے ہمارا ملک آزاد تو ہوا مگر انگریزی تہذیب کا باقاعدہ راج۔ ہر چھوٹے اور بڑے ہندوستانی پر برابر موجود ہے حالانکہ انگلستان اور ہندوستان کے جغرافیائی حالات مذہب اور عادات ایک دوسرے سے بالکل برعکس ہیں۔ یہ ہماری کور فہمی ہے کہ ہمارا کھانا پینا پہننا اوڑھنا رہن سہن سب کچھ بکری کی چال معلوم ہورہی ہے۔ روزمرہ زندگی کے اکثر لمحات حرکات و سکنات قابل تضحیک ہیں۔ آج بھارت میں جو غذائی بحران اور تعلیمی فقدان نظر آرہا ہے اس کا واحد سبب ہی ہماری اندھی تقلید ہے مثلاً ہمارا لباس مغربی ہوتا ہے مگر گھر اور دفتر کا رکھ رکھاؤ ایسا نہیں ہوتا ہماری گفتگو انگریزی کی ہوتی ہے مگر انداز انگریزی نہیں ہوتا ہمارے کھانے کے برتن انگریزی ہوتے ہیں مگر اشیاء و پکوان انگریزی طور پر نہیں۔ ہاں بعض بالکل ہی پکی تقلید پر انگلو انڈین بن جاتے ہیں مگر انکے گھر کے تمام افراد اسطرح نہیں ہوتے لہٰذا ہم آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کی مثال بن کر رہ جاتے ہیں۔

کالج کے معلم اور متعلم دونوں مغربی تہذیب کے بڑی حد تک مظہر ہیں فیشن اور نمائش پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اپنے گھر کی تہذیب سے متنفر تو ہوتے ہیں مگر اس سے جدائی ناممکن۔ اب اپنی نمائش پر اس قدر خیال ہوگیا ہے کہ تعلیمی معیار مائل بہ تنزل ہے اور آئے دن کی مسلسل مصیبتیں سیاست اور معاشرت میں اسکی اندھی تقلید کا نتیجہ ہیں۔

ہمارے ملک کی موجودہ پیچیدگیاں مغربی گندی تہذیب کی دلفریبی کا ثمرہ ہیں اس کا واحد سبب میرے خیال میں یہی ہوسکتا ہے کہ ہماری حکومت ہندوستانی تو ہے ضرور مگر مغربی راہ پر گامزن ہے اور مالی اور تعلیمی طبقہ مشرقی اور بھارتی کلچر کے نعرے تو لگا رہا ہے مگر اسکی نعرہ زنی جذبات کی مرہون منت ہے۔

مغربی تہذیب آج کل ایک ہیچ پر نہیں ہے اس کی کئی ٹیڑھی میڑھی شاخیں پھوٹی ہیں۔ امریکی تہذیب۔ انگریزی تہذیب جرمنی تہذیب فرانسیسی تہذیب وغیرہ اور ہماری تقلید ان سب تہذیبات کا معجون مرکب ہے۔

مرتب :-
محی الدین کٹی III بی کام

رباعیاتِ اقبال

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج دل پریشاں سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

از:۔ سید قدرت اللہ

کرشمۂ ظرافت

کامیاب زندگی کے عناصر میں ظرافت ایک اہم مقام کی مالک ہے جس سے زندگی استوار اور جاوداں بن جاتی ہے۔ اس کے ناقابل فراموش رول سے زندگی کہیں کیف ونشاط کا نغمہ زار بنی ہے تو کہیں خوشی ومسرت کے دامن میں تبسم زیرلب نظر آتی ہے۔ زندگی کامرانیوں کا گلزار ہو یا حرماں نصیبی کا لالہ زار مگر ظرافت ان دونوں سے رشتہ بنا ہے۔ جس کی مسکراہٹ سے صبح مسرت بھی جنم لیتی ہے اور شام غم کا دھندلکا بھی چھا جاتا ہے۔ ظرافت زندگی کے بندھن کو مضبوط کرتی ہے سماج کی دکھتی رگ پر نشتر زنی سے فلسفۂ حیات کی گتھیاں سلجھاتی ہے۔ معاشرے کے غیر صحت مند رجحانات کو ہدف ملامت بناتی ہے تفریح اور مزاح کی فضا پیدا کرکے اصلاح وتبلیغ کا کام بر سر انجام پہنچاتی ہے اپنے زمانے اور ماحول کی غلطیوں کا مذاق اڑاکر زندگی کے صحیح تقاضوں کو اجاگر کرتی ہے۔

ادب زندگی کا آئینہ ہے اور ظرافت ادب کا بہار آفریں عنصر۔ جہاں متانت اور سنجیدگی کے ساتھ شوخی ظرافت طنز اور ہنسی مذاق کا عنصر کافی موجود نہ ہو وہاں ادب پھیکا اور روکھا نظر آتا ہے۔ اردو ادب میں اسکی کمی بقدر نہ ہونے کے تھی مگر ادب اور زندگی کی رفتار ترقی نے ظرافت کو اپنا ہم سفر بنا ہی لیا اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ ظرافت پھکڑ پن اور رکاکت سے کنارہ کشی اختیار کی ہجو مضحکات اور مزاح میں بردباری آگئی اور طنز میں چمک پیدا ہوگئی اور ظرافت اردو ادب کے چمن میں ایک ایسے سدابہار درخت کے مانند پھیلنے اور پھولنے لگی جس کی ہر شاخ خوشنما اور شاخ کا ہر پتہ دلکش اور ہر پھول رنگین و دلربا ہوگئے اور پھول کی ایک ایک پنکھڑی جاذب نظر اور نکہت بیز بن گئی یہ اور بات ہے کہ مختلف ارباب ادب نے اس کو اپنے مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ مثلاً کسی نے طنز کو اپنا کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ کسی نے ذکاہیات سے عبارت کو زعفران زار بنادیا۔ بعض نے مزاح کے پردے میں اصلاحی مشن جاری کیا۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ظرافت سے ادب اور زندگی میں جان آگئی۔

اردو نثر میں ظرافت نگاری کی ابتداء رسالۂ اودھ پنچ کے ذریعہ منشی سجاد حسین نے کی آپ کے ساتھیوں میں مرزا مچھو بیگ (ستم ظریف) احمد علی شوقی، جوالا پرشاد برق اور تربھون ناتھ ہجر اس میدان کے شہسوار تھے۔ زمانے کی رفتار اور مغربی علوم کی مداخلت سے اس میں نئے نئے رجحانات پیدا کردئے گئے اس سلسلہ میں حیوان ظریف مرزا غالب کی شوخ مزاجی ناقابل فراموش تو ضرور ہے مگر اردو کی خوش قسمتی سے فلک پیما مرزا فرحت اللہ بیگ پطرس بخاری عظیم بیگ چغتائی ملا رموزی اور رشید احمد صدیقی جیسی خوش مزاج ہستیوں نے جنم لیکر اس صنف ادب کو آب حیات پلادیا۔ شوکت تھانوی، کنھیا لال کپور اور عرش ملسیانی کی

تخلیقات سے اس میں چمک دمک آگئی اور اسی طرح کئی اور شخصیتیں تا حال اس صنف ادب کو مالا مال کرنے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔

یہ اُردو شاعری کی کرامت ہے کہ ظرافت نثر سے پہلے اردو شاعری سے گلے ملی۔ مگر دیگر اصناف شاعری کی طرح اس کا ارتقاء مسلسل نہ رہا ہے۔ اس کی راہ ترقی میں کئی نشیب و فراز آئے۔ دورِ قدیم میں زمانے کے تقاضوں نے ظرافت کو کئی روپ بدلنے پر مجبور کیا۔

میر، سودا، انشاء، رنگین ظریف، نظیر اور اکبر اس عہد کی ناقابل فراموش شخصیتیں ہیں۔ دورِ جدید کے کئی زندہ دل شعراء کا سلسلہ آج تک اس صنف شاعری کو بامِ عروج پر پہنچانے میں جاری و ساری ہے۔ احمد پھپھوندوی، مجید لاہوری، واہی، شہباز، خضر تمیمی، فرقت کاکوروی، جوش ملسیانی و ملیح آبادی، ہری چند اختر، بیڈھب بدایونی۔ آسی۔ شاد عارفی، دلاور فگار، سلیمان خطیب وغیرہ اس میدان کے شہسوار۔

۔ شمال کی طرح جنوب میں بھی اس صنف ادب کی آبیاری ہوئی ہے جس کی تفصیل یہاں گنجائش کی حامل نہیں ہے۔

ہر کیف طربیہ ادب۔ تضحیک حیات۔ تصویر حیات اور تنقید حیات ہے جس سے قاری ہنسی ہنسی میں اپنے جذبات اور جبلتوں کو شائستہ بنا لیتا ہے۔ اور قاری و سامع دونوں نفسیاتی اور ذہنی طور پر زندگی کی مہلک بیماریوں سے بچ جاتے ہیں اور ظرافت دلخراش ہونے کے بجائے دلنواز ثابت ہوجاتی ہے۔

اس سلسلہ میں دلاور فگار کا وہ کلام بطور نمونہ پیش کرنا بے سود نہ ہوگا۔ جو کالج کے اساتذہ کی تنخواہ نہ ملنے پر پیش کیا گیا تھا جیسا کہ آج کل کیرالہ میں بھی ہو رہا ہے۔

کیوں گنہگار بنوں فرض فراموش رہوں — کیوں نہ تنخواہ طلب کر کے سبکدوش رہوں
طعنے بنیوں کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں — ہم نوا میں کوئی بدھو ہوں کہ خاموش رہوں

جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ تنخواہ کا خاکم بدہن ہے مجھ کو

ہے بجا صدقہ و خیرات میں مشہور ہیں ہم
حق محنت نہ ملے جس کو وہ مزدور ہیں ہم

فقر و فاقہ کی قسم سرمد و منصور ہیں ہم
ہو گئے پانچ مہینے کہ بدستور ہیں ہم

حاکما شکوہ ارباب وفا بھی سن لے
خوگر مدح سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے

یوں تو مدت سے ہے کالج میں نری ذات قدیم
شرط انصاف ہے اے والد اولاد یتیم

ہم نے بویا ہے ترے کھیت میں تخم تعلیم
ہم نے پیدا کئے ہر دور میں بقراط حکیم

ہم کو جمعیت خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ کھانے کو تو مسجد میں بھی آسانی تھی

ہم تو جیتے ہیں فقط علم کی خدمت کے لئے
اور مرتے ہیں تو تہذیب کی عظمت کے لئے

ٹیوشنیں کرتے ہیں کچھ وہ بھی ضرورت کے لئے
ورنہ کیا اور ذرائع نہیں دولت کے لئے

قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
تیری سروس کے عوض پیری مریدی کرتی

ٹل نہیں سکتے تھے اگر درجہ میں اڑ جاتے ہیں
پاؤں لڑکوں کے بھی درجے سے اکھڑ جاتے ہیں

غیر حاضر ہوا کوئی تو بگڑ جاتے ہیں
دوست کیا چیز ہیں شاگرد سے لڑ جاتے ہیں

نقش تعلیم کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
بوڑھے طوطوں کو سبق یاد کرایا ہم نے

تو ہی کہدے کہ کیا پوسٹ رجسٹر کس نے
امتحانوں میں بنا کر دئیے پیپر کس نے

دئیے شاگردوں کو انصاف سے نمبر کس نے
معرکہ ارٹوجی لیشن کا کیا سر کس نے

پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار تو ہیں مرنے کو تیار نہیں

آگیا عین پڑھائی میں اگر پے کا خیال
ماسٹر بھول گیا ماضی و مستقبل و حال

رہ گیا بورڈ پہ لکھا ہوا آدھا ہی سوال
آگئے یاد گرامر کے عوض اہل و عیال

گیٹے و شیلے و خیام و ولی ایک ہوئے
بھوک دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

الصفحة الضاحكة

— الجامع: أحمد ابراهيم رحمة الله —
(II M. A.)

— فى الامتحان —

المعلم للتلميذ: هذه هى المرة الخامسة التى أراك فيها تنظر الى ورقة رفيقك . . . فلماذا؟
التلميذ: لأتأكد أنه لا ينسخ عنى يا أستاذ

— موعد —

اصيب مريض بألم شديد وطلب مقابلة احد الاخصائيين. فقالت له الكاتبة ان عليه ان يأخذ موعدا. فطلب موعدا وبعد المراجعة قالت له الكاتبة: «لا يمكنك ان تقابل الدكتور بعد ثلاثة أسابيع . . . . .»
فقال المريض: «ولكن قد أموت خلال هذا الوقت» فقالت الكاتبة: «اذا فستكون انت الذى ألغيت الموعد»

— سمك أم سمكة —

التلميذ لزميله: كيف نعرف السمك عند ما يسبح إذا كان ذكرا او أنثى؟
الزميل: المسألة بسيطة، إذا سبح كان ذكرا واذا سبحت كانت أنثى.

— بزة واحدة —

بعد ان حظى رجل بوظيفة اقترح عليه صديقه ان يلبس بذلة تليق بوظيفته الجديدة.
فقال الرجل: وما الغرض من ذلك فلا احد يعرفنى؟».
وبعد بضع سنين اصبح الرجل فى منصب كبير فتقدم اليه صديقه يوبخه لأنه ما انفك يلبس نفس البذلة. فقال له: «لا ضرورة الى ذلك فالجميع يعرفون من أنا الآن».

— هدية ميلاد —

ذكرت امرأة زوجها بيوم ميلادها. فقال الزوج: «وهل يمكن ان أنسى هذه الذكرى السعيدة . . . .؟
لقد وقفت اليوم أتأمل سوارا جميلا وخاتما ماسيا».
فقالت الزوجة: «ولم لم تأت بهما إلى؟».
فقال الزوج: كان طوق الحراسة المضروب حول المحل قويا».

— خبث —

الاول: كيف عالجت زوجتك من الامراض العصبية؟
الثانى: اقنعتها بأن هذا المرض لا يصيب الا المتقدمات فى السن.

— حظاً فى التوقيت —

الحماة: لقد سقطت الساعة الكبيرة من الحائط وكنت واقفة تحتها قبل ذلك بدقيقة!
الكنة: ألم أقل لك مرارا ان ساعتنا هذه تؤخر دائما؟

— بحسن نيـة —

قال معلم الحساب لصفه : «يجب ان تكون الاشياء من جنس واحد لتتمكن من جمعها».
فاخذ تلميذ يفكر فى هذه النظرية، ثم وقف وقاطع المعلم قائلا: كيف هذا؟
أبى يخلط فى المطحنة رطلا من طحين الشعير وآخر من طحين القمح ويبيعهما على انهما رطلان من طحين القمح».

— علاج —

اخذت ام طفلها الصغير الى طبيب نفسانى للفحص، وبعد ان سأل الطبيب الأم عدة اسئلة قال لها: «انك مصابـة بمرض القلق، فأنت تهتمين بطفلك أكثر مما يجب. خذى هذه الاقراص المهدئـة، وبعد شهر احضرى الطفل للفحص اذا شئت».

وعند ما حضرت السيدة بعد شهر سألها الطبيب قائلا: «كيف حال الطفل؟» فأجابته: «ومن يكترث به؟!»

— عائلة فقيرة —

طلب من بنت احد الاثرياء فى الجامعة ان تكتب قصة عن عائلة فقيرة. فقالت: «يحكى انه كانت هناك عائلة فقيرة..... كان الزوج فيها فقيرا، والزوجة فقيرة، والخادم فقيرا، والسائق فقيرا والجنائنى فقيرا، اى كلهم فقراء......»

— سرعـة —

الراكب : «هل باستطاعتك ان تسرع اكثر من ذلك؟»
السائق : «نعم ولكن لا استطيع ان اترك السيـارة».

— منطق! —

المجنون (فى مستشفى المجانين) : نحن نحبك يا دكتور أكثر من الدكتور الذى كان قبلك.
الدكتور (مبتهجا) : شكرا....... ولكن ما السبب؟
المجنون : لأننـا نشعر أنك واحـد منـا.

— معه حق —

— ارجو ان تقرأ لى هـذا الخطاب.
— آسف، لا أستطيع القراءة نهارا.
— لماذا.......؟
— لأنى تعلمت فى مدرسـة ليلية.

— وجهـة نظر —

القاضى : لماذا سرقت السيارة.......؟

المتهم : انا لم أسرقها . . . . . ولكنني وجدتها قرب المقبرة فظننت ان صاحبها قد مات.

— لا يحتاج الى مساعدة —

المدرس : لمن تدعو وانت تصلى . . . . . . ؟

التلميذ : أدعو لوالدتى.

المدرس : ولوالدك . . . . . . ؟

التلميذ : والدى محام يستطيع الدفاع عن نفسه؟

— معقول —

الطفل : ما ما . . . . . أرجو أن تأخذى معك بعض الحلوى عندما نخرج للنزهة ؟

الأم : لماذا . . . . . ؟

الطفل : لكى تسكتينى بها اذابكيت! !

— قوة احتمال —

تشاجرت الزوجة مع زوجها فى نهاية الا سبوع الاول من زواجهما ، فقالت له وهى تعيره بأنفه الضخم المشوه : «ألا يكفى أننى احتملت انفك هذا اسبوعا كاملا ؟؟» فرد عليها زوجها فى برود :
طبعا لا . . . . . فقد احتملته أنا ثلا ثين عاما !

— يعرفان العالم —

الاول : انا وأخى نعرف الدنيا كلها .

الثانى : حسنا . . . . . أين يقع البحر الميت ؟

الاول : هذا السؤال يقع ضمن صلاحية أخى .

— اجمل من الموسيقى —

حضر أحد المولعين بالموسيقى حفلة غنائية ، وبينما هو منسجم مع الالحان اذ بامرأة تسأله :

— ترى هل هنالك شيئ أجمل من الموسيقى يا سيدى . . . . . «

فاجابها الرجل فى امتعاض :

— نعم . . . . . السكوت يا سيدتى ¡

— أذكياء —

الزوجة : يجب ان تفهم انه قد طلبت يدى قبلك عدة شبان أذكياء

الزوج : انا لا أشك مطلقاً فى ذكائهم فقد تخلصوا منك وتركوك لى .

— الذنب ذنبك —

لاحظ احد الضابط وهو يقوم بتمرين فرقة جديدة من الجنود على الخطوات العسكرية ان هناك جنديا يمشى مغايرا للآخرين ، فتقدم منه الضابط وقال له : «اعتقد انهم جميعا يمشون مشية مخالفة لمشيتك» فرد عليه الجندى قائلا : «انت المسؤول ، فلماذا لا تنبههم إلى خطئهم ؟ ؟ »

— وجد الراحة الأبدية —

الاول : هل عرفت ان روح صديقنا العزيز قد وجدت الراحة الأبدية . . . . . ؟

الثانى : مسكين . . . . . متى توفى . . . . . ؟

الاول : ليس هو يا أخى . . . . . حماته !

— جملة مفيدة —

المعلم : استعمل كلمة محل فى جملة مفيدة

التلميذ : انا زرت تاج محل

— أحدهما يكفى —

كانا يتحدثان عن صديق بخيل . . . . . .

عند ما قال احدهما :

تصور يا أخى انه عند ما رزق بتوءمين . . . . .

اكتفى بتصوير احدهما فقط !

— عتاب —

قالت الزوجة الغاضبة لزوجها :

انى اتساءل اين كان رأسى عند ما وافقت على الزواج بك . . . . . ؟

فقال لها زوجها : لقد كان على كتفى يا عزيزتى !

— ابن الوز . . . . . —

قال وكيل النيابة موجها حديثه للتهم :

اين والدك الان حتى يراك وانت فى هذا الموقف المخجل ؟

فرد عليه المتهم على الفور :

انه فى السجن يا سيدى !

- فلسفـــة ـــ

اصر احد الشبان على دراسة الفلسفة بدلا من دراسة القانون مخالفا بذلك رغبة والده. وبعد ان انهى دراستـــه ولم يجد عملا له، قال له أبوه غاضبا: والآن ماذا صنعت لك الفلسفة التي تخصصت بها؟ فأجاب الابن: علمتنى ان اصغى الى زجر ابى فى هدوء وصمت !!

- الأجرة....... مرتين ـــ

الطبيب : كيف ذاكرتك اليوم......؟

المريض : اصبحت قوية يا دكتور.... لدرجة انى تذكرت انى دفعت لك الاجرة مرتين!

- عاد الى قواعـــده ـــ

الزوجة : لقد قلت لك ان الخاتم واسع على اصبعى، ولا اعرف اين سقط منى اليوم.....

الزوج : لقد سقط فى جيب معطفى الذى اضع فيه النقود يا عزيزتى!

- منتهى الذكاء ـــ

المعلم : اذكر اسم حشرة سامـــة

التلميذ : بعوضـــة

المعلم : اذكر اسم حشرة سامة ثـانية

التلميذ الثانى : بعوضة ثانيــة

مريض جدا ـــ

الخادم : لقد حضر الطبيب لمقابلتك يا سيدى

العالم الذهل : أخبره انى مريض جدا ولا استطيع مقابلة احـــد!

حى..........ميت ـــ

طلب المعلم ان يرفع كل تلميذ يده اذا كان جده لا يزال على قيد الحياة، فرفع بعض التلاميذ اصابعهم الا واحـــدا، فقد كان مترددا بين رفع اصبعه وبين خفضه، ولما سأله المعلم عن السبب قال له: لقـد تركت جدى وهو «ينـازع» ولا ادرى بعد ماذا تم فى امره!

بـا دم! ـــ

المضيف : لقد مضى على وجودك معنا أكثر من شهر يا عزيزى..........ولكن الا تعتقد ان زوجتـك وأولادك قد اشتاقوا اليك ؟

الضيف الثقيل : والله فكرة..........سأكتب اليهم ليحضروا هنا !

— مطرب الخيول —

الاول : هل صحيح ان عمك كان يسرق خيول الناس ؟

الثانى : كلا..........ولكن عمى كان عذب الصوت، فكانت الخيول عند ما تسمعه يغنى تتبعه الى داره !!

— فى مثل سنك —

تقدم شاب فى طلب يد فتاة من والدها. ولما سأله والد الفتاة عن عمره، قال له الشاب : «٢٥ سنة». فرد عليه الأب: «متأسف، فابنتى لا تزال صغيرة السن، وانا لا ارضى ان تتزوج برجل اكبر منها سنا..........فاذا كنت ترغب فيها حقا، انتظر بضع سنوات حتى تصبح فى مثل سنك» !

— السهل الممتنع —

المعلم للتلميذ: لماذا لا تجاوب؟ هل السؤال صعب؟

التلميذ : كلا .... ولكن الجواب صعب !

— الجنون .... فنون —

المجنون الاول : لماذا تقف امام المرآة وأنت مغمض العينين ؟

المجنون الثانى : اريد ان ارى كيف ابدو وانا نائم !

— جاؤا .... حديثا

المعلمة : هل تعرفين «كان واخواتها» ؟

التلميذة : كلا !

المعلمة : لماذا

التلميذة : لأننا جئنا إلى هذه البلدة حديثا !!

— البلاغــة الايجاز —

المعلم للتلاميذ : اكتبوا : ليمون، طماطم، بقدونس، ملح، بصل، زيت.

تلميذ : لماذا لا نختصر ونكتب «سلطة» ؟

— «مخجل» —

القاضى : ألا تشعر بخجل لوجودك فى هذا المكان ؟

المتهم وهو ينقل نظره فى قاعة المحكمة : لماذا يا سيدى ؟ فهل هذا المكان سمعته سيئة لهذه الدرجة ؟

وليم وردز ورث ـــ شاعر الطبيعـــة

K. Ahmad kutty (II M. A.)

كان وليم وردز ورث William words worth شاعرا من الشعراء الممتازين فى الانجليزية. اشتهر بأنه شاعر الطبيعة لأن له قوة خاصة لادراك جمال الطبيعة. ولأن فلسفته فى الطبيعة أقوى من فلسفة سائر الشعراء فى عصره.

كان والده 'جون' رجلا كثير المطالعة يمتلك مكتبة ممتازة وهو الذى جعل ابنه مولعا بالشعر. وحثه على حفظ القصائد الطوال لملتن Milton و سبنسر Spencer و شكسبير. سمى ولده وليم William تيمنا باسم وليم شكسبير.

ماتت أمه فى سنة ١٧٧٨ بعد أن قامت بزيارة للنطن بمرض ذات الجنب Pleuricy فكان ذلك صدمة عنيفة لأبيه. فركب فرسه فى ليلة صاخبة عنيفة من كانون الأول (ديسمبر) سنة ١٧٨٣ قاصدا بعض القرى. فأصيب بالبرد الذى اودى بحياته، كما اودى بحياة زوجته من قبل.

وفى سنة ١٧٨٧ دخل وليم كلية «سنة جون» لجامعة كمبردج Cambridge حيث قرأ الكثير من الشعر إلى أن وجد فى الأخير حافزا قويا يدفعه إلى نظم الأشعار وكان فى أيام العطلة يزور منطقة البحيرات ويقطع المسافات الطويلة فى قرية هوكس هيد Hawkshead ومعه كلبه الصغير، ينظم الشعر بصوت عال. ولم يبرح على هذه العادة طوال حياته.

زار وردزورث فرنسا قاصدا جبال الالب Alps سنة ١٧٩٠ وزارها مرة ثانية فى السنة التالية ليتقن الفرنسية. فكانت هناك قصة غرام مع الفتاة الفرنسية آنيت فالون Anette vallon وقد حملت منه طفلة اسمها كارولين، ولم تعرف هذه القصة إلا بعد موت وردز ورث.

ثم رجع إلى أخته دوروثى Dorothy التى احبته بأنواع الرعاية والعطف هذه الرعاية ساعدته على نظم الشعر. حيث تمتع بالهدوء الفكرى وراحة البال عن أخته.

وفى يوليه ١٧٩٧ التقى بالشاعر كلردج Coleridge وكانت حصيلة هذا اللقاء ظهور حركة رومانسية جديدة فى الأدب الانجليزى وذلك بنشر القصائد الغنائية Lyrical ballads التى نظمها الشاعران غير أن طابع الوردزورث كان أبين فيها وأظهر.

قصائده :

كان ينظم قصائده بصوت عال. قرض الشعر ستا وستين سنة وهى أطول فترة نظم فيها شاعر فى تاريخ الأدب العالمى. اخذ فى نظم الشعر فى الرابعة عشرة من عمره وبقى ينظم إلى أخر لحظة من حياته ولم ينظم إلا فى الأشياء البسيطة والعواطف المعتادة كان يستطيع أن يدخل إلى بواطن الأمور. لحب الطبيعة يفضى بالمرء إلى حب الله وحب الناس جميعا.

الايمان

M. Abdul Kareem, III B. A.

ومعنى الايمان فى اللغة التصديق بدليل قوله تعالى وما انت بمؤمن لنا اى بمصدق. وفى اصطلاح الشرع هو عبارة عن التصديق بالقلب والاقرار باللسان والعمل بالاركان هذا عند اكثر اهل السنة وغيرهم فالعمل بالاركان من الايمان عندهم بدليل ما روى عن ابى هريرة (رض) قال قال رسول الله (ص): الايمان بضع وسبعون شعبة افضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان كما فى الصحيحين فالايمان يزيد وينقص لأن ترك العمل يكون بنقصان الايمان. وعند بعض العلماء الايمان هو التصديق بالقلب والاقرار باللسان أما العمل فليس بجزء منه وهذا القول ينا فى الزيادة والنقصان فى الايمان مع ان قبول الايمان الزيادة والنقصان مقطوع به نقلا وعقلا. فالدليل النقلى قوله تعالى: «واذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا» واما عقليا فيلزم التساوى حينئذ بين ايمان نبينا محمد (ص) وبين ايمان واحد من امته وبداهة العقل تحكم بخلافه.

أما العلماء الذين يقولون بان الايمان هو التصديق بالقلب والاقرار باللسان فالزيادة والنقصان عندهم انما هما من ثمرات الايمان فقط. ويرى بعض العلماء أن الاقرار باللسان ليس شرطا للايمان بل شرط لاجراء احكام المسلمين على المصدق وفى هذه المسألة اختلافات بين العلماء يطول ذكرها. علينا أن ندرك أن الايمان والاسلام واحد بدليل قوله تعالى: «فاخرجنا من كان فيها من المؤمنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين». لأنه أريد بالمؤمنين والمسلمين فى هذه الآية لوط عليه السلام وأتباعه وعند بعض العلماء بينهما عموم وخصوص مطلق فكل مؤمن مسلم بخلاف عكسه وحينما نقول بأن الايمان والاسلام واحد نعنى بذلك الاسلام المعتبر فى الشرع وهو لا يوجد بدون الايمان فيطلق كل واحد منهما على الآخر. ومعنى الاسلام فى اللغة الانقياد وفى الشرع الانقياد مع التصديق بالقلب كما فى المؤمنين المخلصين والثانى الانقياد بالظاهر فقط كما فى المنافقين يجرى عليهم احكام المسلمين فى الدنيا وفى الآخرة هم كافرون. جعلنا الله من المؤمنين المخلصين.

— قصيدة التوطئة The Prelude —

مارس وردز ورث الشعر المرسل Blank verse ونظم قصيدته «التوطئة» "The Prelude" بهذا الأسلوب ولم ينشرها إلا بعد خمس واربعين سنة من الأخذ فى نظمها وأكبر الظن أن القصيدة سيرة حياة الشاعر نفسه.

عرف أسلوبه بالسهولة الممتنعة والبساطة والقارئ ينال طمأنينة قلبية بقراءة شعره.

توفى وردز ورث فى سنة ١٨٥٠ ودفن فى كنيسة عند بحيرة جرازمير Grasmere دفن فيها الشاعر وزوجته وأخته وأولاده وقد دفن الشاعر وزوجته فى قبر واحد.